



لجد امام اللہ جمنی کا ترجمان

ماہنامہ خدیجہ جمنی

میریہ:- سیدہ منورہ سلطانہ

شمارہ نمبر: 2

ماہ امام: 1395 ہجری ششی، برابط مارچ 2016ء

جلد نمبر 18

زیر گرافی:- نیشنل صدر لجد امام اللہ جمنی: محترم عطیہ نور احمد ہبوبی صاحب۔ سکریٹری اشاعت: محترم صیحہ محمود صاحب، محترم درشیں صاحب، محترم مریم حنا صاحب، محترم محمودہ احمد صاحب

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ جمع نازل ہوئی۔ جب آپ نے اس کی آیت و آخرین منہم لَمَّا يَلْحُفُونَهُمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ”کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہونگے جو بھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔“ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کوں لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ بھی سوال دہرا�ا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان شریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابناۓ فارس ہیں جن میں سے مسح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے۔)

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعۃ و مسلم)

القرآن الحکیم

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَنْذِلُوا عَلَيْهِمْ أَيْتَهُ وَيُنَزِّلُ كَيْمَهُمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ لَا وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحُفُونَهُمْ طَوْهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذِلِّكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ طَوْهُ الْلَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورة الجمعة، آیات 3 تا 5) وہی ہے جس نے اُسی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو بھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو حصے چاہتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ الرسالۃ الرحمۃ الرحمانیۃ)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسح موعود فرماتے ہیں: ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں ہبیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ کام کھلتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو نیمرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکا بھی کیا جاتا اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ یہاں اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر پڑھ سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں مگر میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور بنی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا بنی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے بنی اور رسول کر کے پکارا ہے سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ:

”من شتم رسول و نیا دردہ آم کتاب“

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد کرھنی چاہیے اور ہر گز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحاںی افاضہ میرے شامی حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطے کو بطور کرک اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسٹگی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر حفوظہ رہی کیونکہ میں نے انکا کسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعے سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی کی خدا راض ہو کر کیوں کہیں تو خدا تعالیٰ نے میرا نام بنی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹی۔“

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ”وَ تَعْلِيمُ حِجَّةِ قُرْآنِ كَرِيمٍ مِّنْ أَنْبَیَاءِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے پتا چلتا ہے۔ اور ہم احمدی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس بگڑے ہوئے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ مسح موعود اور مہدی معہوداً گیا اور صرف عویٰ ہی نہیں کیا بلکہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے کے جوزیتی اور آسمانی نشان بتائے تھے وہ بھی پورے ہوئے۔ اور اس مسح موهبدی نے ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کروایا، ہمارے دلوں کو روشن کیا۔ آج جماعت احمدیہ یا اس خوبصورت تعلیم پر عمل کر رہی ہے۔ یہ باتیں جب ان کو بتائی جائیں تو ان لوگوں کو قوائل کرتی ہیں کہ اسلام غلط نہیں بلکہ ان لوگوں کے عمل غلط ہیں جو اسلام کے نام پر دنیا میں فساد پھیلائے ہیں۔“

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا اور ہر ایک کی بھلائی چاہنا ہر احمدی کا فرض ہے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور احسان کرتے ہوئے مسح موعود کو مانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ صرف امن سے رہنا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ کسی بُرے کام سے رکنا ہی ہمارا کام نہیں۔ فسادوں سے دور رہنا ہی ہمارا کام نہیں بلکہ دنیا میں امن کا قیام اور اس کے لیے بھر پور کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

دنیا کو بُرائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو فسادوں سے دور رکھنے اور بچانے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے کیونکہ یہ کام مکمل کام ہے۔ آپ کو بھلائی اور خیر خواہی کے کام کو دوبارہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں جاری کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

پس دنیا کی خیر خواہی اور حضرت مسح موعود کی بیعت اور خدا تعالیٰ کا حکم ہم سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم میدان عمل میں آئیں اور دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچانے اور شر کو دور کرنے کی بھر پور کوشش کریں۔ ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے بھی خیر خواہ ہیں اور یہودیوں کے بھی، ہندوؤں کے بھی، اور دوسرے مذاہب والوں کے بھی حتیٰ کہ ہم دہریوں کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ ہم

نے ان سب کو وہ راستہ دکھانا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو بلکہ ہم نے ہر قسم کے جرائم میں ملوث لوگ چوروں اور ڈاؤکوؤں، ظالموں، سب کی خیر خواہی چاہتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ رب العالمین کے بندے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہتی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسح الماس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنیان فرمودہ ۱۳۶۱ گتوبر ۲۰۱۴ء۔ افضل انٹرنشن 21 نومبر 2014ء صفحہ 6-5)

صحت یاب ہو گئے۔

ہماری امام جان حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود داں کے کہ مرزا نظام الدین حضرت مسح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے آپ ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فروڑا ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی۔ یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسح موعود کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ حضرت مسح موعود اور حضور کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے اور حضور کے طبیب مولف شیخ عبد القادر مرحوم (سابق سوداگرل) صفحہ 4039، ایڈیشن 2001 نظارت نشر و اشاعت قادیانی آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب نے نواب سردار حیات خان صاحب کی بطور حجج ملازمت سے معطل پر آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس کے نتیجہ میں وہ دوبارہ ملازمت پر بحال ہو گئے۔

حضرت اقدس مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے شدید مخالف اور معاندر شستہ داروں سے حسن سلوک

درشنا احمد Bad Marienberg

صفحہ 4039، ایڈیشن 2001 نظارت نشر و اشاعت قادیانی آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش اور یقین رکھتا ہوں کی میری دعائیں خط انہیں جائیں گی، ” (آنینہ کمالات اسلام صفحہ 324 روحاںی خزانہ جلد 5 ناظرات اشاعت روہو پاکستان ایڈیشن 2008ء)۔

یہ تھا آپ کا پاک نمونہ کہ اپنے مخالفین کے لئے بھی کوئی تعزیزی کاروائی پسند نہیں کی فقط دعا کا سہارا لیا اور تمام تر دنیاوی اسباب کو خدا پر چھوڑ دیا جو کہ ایک نبی کی شان کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کی تمام تر حیات طبیبہ کا جائزہ لیں تو یہ بات ظاہر و ثابت ہے کہ تمام تر مصائب اور مشکلات کے باوجود آپ نے اپنا تعلق فقط ایک خدائے واحد و یگانہ سے رکھا اور اس نے بھی اپنے بندے کی دلداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہاں تک کہ آپ کے والد محترم کی وفات کی خبر پا کر جہاں آپ پریشان ہوئے تو اُس نے اپنے پیار کا اظہار کرتے ہوئے ”اللہ بالکافِ عبده“ کا الہام کیا اور پھر مزید محبت کا اظہار ”مولابس“ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آپ کے والد محترم ہمیشہ اس خیال سے کہ آپ اپنے بڑے بھائی کے دشیگرنہ رہیں، آپ کوپنی زندگی میں حکماً مقدمات کی پیروی کا ارشاد فرمادیتے تھے لیکن بار طبع آپ کو اس شغل سے سخت نفرت تھی اس لئے جب مقدمات میں آپ ہار گئے اور مقدمہ خارج ہو گیا تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ شگر ہے کہ مقدمہ سے خلاصی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنیکی فرست مل گئی۔

(ماخوذ از حیات طبیب مولف شیخ عبد القادر مرحوم (سابق سوداگرل) صفحہ 44، ایڈیشن 2001 نظارت نشر و اشاعت قادیانی آسی طرح مرزا احمد بیگ جو کہ آپ کے دشیگر کرتے ہیں میں دعا کی نشان کے طالب رہتے تھے۔ آپ کے خدمت اقدس میں دعا کے لئے خطوط وغیرہ بھی لکھے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔

(ب)حوالہ سیرت طبیبہ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 290،

صفحہ 68 ایڈیشن 2001 نظارت نشر و اشاعت قادیانی)

اُس نے بندوں پر حرم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی مذہبی

اُن پر تکمیر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ تم اگر

سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے

رہو اور کسی پر تکمیر کرو گواپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی موت دو

گوہہ گالی دیتا ہو غریب اور حیم اور نیک نیت اور مخلوق کے

ہمدرد بن جاؤ۔ نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی

تدبیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی

سے ان پر تکمیر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ تم اگر

چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خداراضی ہو تو باہم ایسے ایک

ہو جاؤ جیسے ایک بیٹ میں سے دو بھائی تم میں سے زیادہ

بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بختا

ہے...“ (کشی نوح روحاںی خزانہ جلد 19 صفحہ 11، 12، 13، 14 ایڈیشن 2008ء)

اور اسی بات کا اظہار آپ اپنے اس شعر مبارک میں

فرماتے ہیں:

”گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھوں دکھاؤ انسار،“

(روحانی خزانہ جلد 21 صفحہ 144)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ”قرآن شریف نے جس قدر

والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مسکین کے حقوق

بیان کیے ہیں۔ میں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور

کتاب میں لکھے گئے ہوں...“

(ب)حوالہ چشمہ معرفت روحاںی خزانہ جلد 23 صفحہ 238 ناظرات اشاعت روہو پاکستان ایڈیشن 2008ء)

اس لیے ہمیشہ اپنے مخالفین اور اقارب کی بدزبانی کے

جواب میں آپ نے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر سر جھکا کر یہ

دعائی کہ ”اے قادر والجلال خدا۔ اے ہادی و رہنماءں

لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور

ارشاد باری تعالیٰ ہے“ اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھہرا دو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قربی بھی اور رشتہ داروں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جیلوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داشتہ ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخ بخارنے والا ہو،“ (سورۃ النساء آیت 37 ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثاني رضی تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”حقوق اللہ اور حقوق العباد کو جب تک ایک مظلوم رنگ میں ادا نہ کیا جائے اس وقت تک انسان نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا،“ (تفیریک جلد 4 صفحہ 356 ناظرات شروع اشاعت قادیانی ایڈیشن 2004ء)

حدیث شریف میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کہ جسے پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی دی جائے یا اسکی عمر بھی کی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ صدر حجی کرے۔“ (ب)حوالہ صحیح مسلم جلد 33ہم کتاب البر و الصلة و لآداب حدیث نمبر 4742 نور فاؤنڈیشن قادیانی 2012ء)

حضرت اقدس مسح موعود تو اپنے سچے معنوں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی کے اس ارشاد کی عملی تصویر تھے اور جس قدر محبت اور عشق کا تعلق آپ کی ذات بارکات کے ساتھ تھا اسی قدر آپ کے ہر قول پر عمل پیرا ہونے کی کوشش بھی ہوتی تھی۔ غرض اس پاک نبی کے اسودہ کا بہترین نمونہ تو حضرت اقدس کی ذات مبارک میں پہاں تھا اسی لئے آپ علیہ السلام اپنے احباب جماعت کو مخاطب کر کے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”... اس کے بندوں پر حرم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی مذہبی سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکمیر کرو گواپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی موت دو گوہہ گالی دیتا ہو غریب اور حیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تدبیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکمیر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خداراضی ہو تو باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک بیٹ میں سے دو بھائی تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بختا ہے...“ (کشی نوح روحاںی خزانہ جلد 19 صفحہ 11، 12، 13، 14 ایڈیشن 2008ء)

اور اسی بات کا اظہار آپ اپنے اس شعر مبارک میں فرماتے ہیں:

”گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھوں دکھاؤ انسار،“

(روحانی خزانہ جلد 21 صفحہ 144)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ”قرآن شریف نے جس قدر

والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مسکین کے حقوق

بیان کیے ہیں۔ میں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور

کتاب میں لکھے گئے ہوں...“

(ب)حوالہ چشمہ معرفت روحاںی خزانہ جلد 23 صفحہ 238 ناظرات اشاعت روہو پاکستان ایڈیشن 2008ء)

اس لیے ہمیشہ اپنے مخالفین اور اقارب کی بدزبانی کے

جواب میں آپ نے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر سر جھکا کر یہ

دعائی کہ ”اے قادر والجلال خدا۔ اے ہادی و رہنماءں

لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور

مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے ملیتے ہیں ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے۔ اور محبت کے پردہ میں دھوکا دیکھاں کے حقوق دبالتا ہے جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگز نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔

(نور القرآن نمبر 2 روحاںی خزانہ جلد 9 صفحہ 409، 410)

اس لیے ہمیشہ اپنے مخالفین اور اقارب کی بدزبانی کے

جواب میں آپ نے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر سر جھکا کر یہ

دعائی کہ ”اے قادر والجلال خدا۔ اے ہادی و رہنماءں

لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور

ہو جائیں۔ اگر ہم میں کوئی کمزوری ہے تو ہمیں زودھس ہو کے احساسِ کتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم خدا کی مدد سے اسکو اپنی طاقت کیسے بنا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کی یہ کمزوری ہے کہ وہ کم گو ہے تو وہ ایک بہت اچھا صاحب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کم گو ہے تو وہ ایک بہت اچھا صاحب ہے۔ صرف ضرورت یہ ہے کہ وہ گفتگو کے درمیان میں کہیں کہیں اپنی رائے کا بہت مضبوط سے اظہار کر دے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کی کم گوئی میں بھی فصاحت و بلاغت اور اثر رکھ دے۔ آمین۔ قرآن مجید میں ہمیں اس سلسلہ میں ایک بہت اچھی مثال ملتی ہے۔

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثاني رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں سورۃ الشعراہ آیت: 14 کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک اور بات کی اور فرمایا: لا یُنْطَلِقُ لِسَانِي اے میرے رب میری تو زبان بھی نہیں چلتی مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھو، ہی موسیٰ جنہیں یہ خوف تھا کہ میں فرعون کے دربار میں کس طرح بات کر سکوں گا اور جنہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی یہ خوبی بیان کی تھی کہ ہو اَفْصَحُ مِنْ لِسَانًا (سورۃ القصص آیت: 35) وہ بات کرنے میں مجھ سے بہت زیادہ فضح ہیں۔ جب فرعون کے سامنے جاتے ہیں تو حضرت ہارون علیہ السلام کو ایک فقرہ بھی بو لئے نہیں دیتے اور خود ہی اس کے تمام سوالات کے جوابات دیتے چلے جاتے ہیں۔ اَفْصَحُ مِنْ لِسَانًا کے الفاظ بتارہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یقیناً فضح اللسان تھے۔ اور ان کی زبان میں جیسا کہ پرانے مفسرین خیال کرتے ہیں کوئی خلقی نقص نہیں تھا۔ صرف اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنے آپ کو فصاحت و بیان میں حضرت ہارون علیہ السلام سے کم درجہ سمجھتے تھے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے رسالت کا کام آپ کے سپرد کیا اور فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی فصاحت اور آپ کے دلائل کی مضبوطی کی ایسی دھاک بیٹھی کہ فرعون چھنچلا اٹھا۔ اور اس نے سمجھا کہ اب مقابلہ کے لئے کوئی اجتماعی پروگرام مرتب کرنا چاہئے ورنہ یہ لوگوں کو برگشته کر دے گا۔

ہم نے اپنی جماعت میں بھی دیکھا ہے کہ جب کوئی شخص اخلاق کے ساتھ احمدی ہوتا ہے تو باوجود اس کے کہ وہ ان پڑھا اور جاہل ہوتا ہے۔ احمدی ہوتے ہی اس کی زبان اس طرح کھل جاتی ہے کہ بڑے بڑے مولوی اس کے ساتھ بات کرنے سے گھرتے اور کرتاتے ہیں۔ اس کی عقل پہلے سے تیز ہو جاتی ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۸۶، ۱۸۴ صفحہ ۸۵، ۲۰۰۴ء۔ نقارت نشر و اشاعت قادریان)

”2015 کی جماعتی Peace Conference میں ایک خوش نصیب خاتون کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امن کا ایوارڈ دیا۔ ان کا نام Sapkal Sindhu ہے۔ وہ ایک غریب عورت تھیں۔ جن کو ان کے خاوند نے پہلے سال کی عمر میں چھوڑ دیا تھا۔ اس وقت ان کی ایک بچی

بسم اللہ الرحمن الرحيم

زودھسی

مرسلہ: ڈاکٹر امانت الرقبہ ناصرہ صاحبہ۔ فریکفرٹ۔

قط نمبر 2۔

کرنے کا سبب بنتا ہے اس کو گناہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا نام مناسب رویہ کی کو جماعت سے دور کرنے کا موجب ہو گیا۔ اجلasoں پر آنے والے لوگوں کو جو روحانی خزانہ ملتے ہیں محض خود پر ترس کھانے کی وجہ سے اور صبر، تحمل نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ ان خزانہ سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا کھو دیا ہے۔

زاکت ہماری اجتماعی زندگی کے لئے ایک زہر ہے۔ اگر ہم زناکت نہ کریں اور صبر، تحمل، برداشت سے کام لیں، ایسی باتوں کو سر کے اوپر سے گزار دیں اور بالکل نوش نہ لیں تو ہم خوشیوں سے جھوپیاں بھر سکتے ہیں۔

ایک عورت پر کسی نے ایک پنجابی محاورہ بولا اور تنقید کی۔ محاورے کا مطلب تھا کہ اس عورت کی نہ شکل اچھی ہے

نہ صورت اور اپنے آپ کو معلوم نہیں کیا سمجھتی ہے۔ پھر کہا ”بڑی عہدیدار بنتی پھرتی ہے۔“ اُس عہدیدار نے کہا

”خدا تعالیٰ ان کو معاف کرے میرا تو انہوں نے کچھ نہیں بگاڑا۔ اپنا ہی نقصان کیا ہے کیونکہ ایسی بات کہہ کر گناہ کیا

ہے۔ میری شکل تو اللہ نے اچھی بھلی مناسب بنائی ہے۔“ میری شکل پر اعتراض کر کے یہ لوگ مجھے کمزور نہیں کر سکتے۔ میری والدہ نے کہا تھا کہ زندگی میں کچے اور مضبوط رہو۔“

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اُس عہدیدار کو بہت بڑی بڑی برکتیں دیں۔ وہ برکتیں جن پر لوگ رشک کرتے ہیں اور حضرت سے دعا کرتے ہیں کہ ان کو بھی ملیں۔ لیکن اگر وہ چیختی چلاتی یا سڑتی کڑھتی تو کیا ہوتا۔ خدا اسے شاید یہ برکتیں نہ دیتا۔

اکثر اوقات نازک مزاج لوگوں کو اپنے بارے میں دوسروں کی رائے کی بہت فگر ہوتی ہے۔ کوئی کام کر کے ان کو تعريف کی بہت خواہش ہوتی ہے۔ تعريف کی خواہش انسان کو زمین پر گردیتی ہے۔ اس کی ترقی کرنے کے پر کاٹ دیتی ہے۔

انسانی نفیسات سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ جن بچوں پر ان کے والدین تشدید کرتے ہیں وہ اکثر ظالم اور بے حس ہو جاتے ہیں۔ مگر جن عورتوں پر گھروں میں ان کے خاوند تشدید کریں وہ کبھی کبھی کچھ

ضدی اور بعض معاملات میں شدید زودھس ہو جاتی ہیں۔ ہرچوٹی بات بھی ان کو زخمی کر دیتی ہے۔ لیکن وہ اپنے لئے زودھس ہوتی ہیں۔ دوسرے لوگوں کے لئے

ان کا Sadism ایسا ہوتا ہے کہ وہ خود کسی کو تکلیف نہیں دیتیں، مگر جب ان کو یہ معلوم ہو کہ کسی کو گھر میں ان جیسا مسئلہ ہے تو ان میں سے کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو سکون ملتا ہے۔ وہ بڑھاپے میں بھی ایسی رہتی ہیں۔ یہ

ایک مشاہدہ ہے۔

زودھسی کا علاج کیا ہے؟

اپنی کمزوری کو خدا کی مدد سے اپنی طاقت بنالیں، اور پکے

ہے۔ ایران نے مختلف لوگوں سے ٹیلفون پر کی جانے والی ریسرچ سے یہ اندازہ لگایا کہ 15 سے 20 پسند لوگوں میں یہ علمات پائی جاتی ہے۔
www.Stuttgarter-Zeitung.de

اس بارہ میں ایک سٹڈی یہ بھی ہے کہ (Hypersensitive) زودھس لوگ ایک لحاظ سے کمزور اور نازک مزاج یا احساس ہوتے ہیں۔ مگر کوئی بھی دوایاں میں خود نہیں لینی چاہئے۔ میرا مطلب یہیں کہ یہ سب دوایاں ایک ساتھ عمل کرتی ہیں۔ بلکہ مختلف لوگوں میں فائدہ مند ہیں۔ خوف کے لئے ایک ناٹ 200 اور اپیم 200، سترامونیم 200 طاقت میں اچھی دوایاں ہیں۔

کوئی ہومیوپیٹک دوای 200 سے بڑی طاقت میں جلدی جلدی نہ کسی کو دیں نہ خود لیں۔ بلکہ پہلے کسی ماہر ہومیوپیٹک سے مشورہ کریں۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نسخہ جات ہمارے لئے ایک خزانہ ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان اور فضل ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے یہ نافع علم دیا۔

حضور نے بڑی فیاضی اور کھلے دل سے دنیا کو اپنے نسخے بتابے۔ بعض ہومیوپیٹک ڈاکٹر اپنے نسخوں کے لئے ایک نام نہیں Hypersensitive ہیں کہ دوائیوں کا نام نہیں لکھتے۔ شاید یہ وجہ ہو کہ ان کو لگتا ہے کہ لوگ غلط جگہ استعمال کریں گے۔ یا مریضوں کو لگے گا کہ یہ تو خاص دوا نہیں ہے۔ شفائلہ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی دوایا خاص یا عام نہیں ہوتی۔ وہ بے چارے مریضوں کو بغیر نام کے دوایاں دیتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس مریض کو اچانک کوئی مسئلہ ہو جائے۔ اور وہ ڈاکٹر سے نہ ملے جس نے دوایی دی تھی تو دوسرے لوگوں کے لئے ان کا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہومیوپیٹک میں بھی ایلوپیٹک دوائیوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ یہ بات ہے کہ بعض دوائیوں کو بعض کے آگے پچھے استعمال نہیں کر سکتے۔ مثلاً کلکیر یا کارب کے بعد سلفرنہیں دے سکتے، سلیڈیا کے ساتھ مرک سال انہائی نقصان دہ ہے۔ جس کسی کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا دوائے رہا ہے تو کوئی اس کو ایسی دوادے سکتا ہے جس سے نقصان ہو۔ ایک حل یہ بھی ہے کہ ایسے میں مریض کو پہلے نکس و امیکا یا کوئی ایسی دوایی مثلاً اوپیم، پہپر سلف یا لائکوپوڈیم دی جائے جس سے اکثر دوائیوں کا اثر زائل ہوتا ہے یا دوائیوں کے درمیان پل بن جاتا ہے۔

زودھس لوگوں کا اپنے آپ کو سنبھالنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر ان پر اور لوگوں کی بھی ذمہ داری ہو تو ان کو مصیبت لگتی ہے۔ اٹھرنیت میں لکھا ہے کہ: ”یہ علامت یعنی زودھسی کے بعض لوگ کی صورت حال میں بہت زیادہ حساسیت سے رو عمل دکھاتے ہیں۔ پہلی بار امریکہ کی ایک سائکا لو جسٹ Elaine Aron نے دریافت کی تھی اپنے ایک مضمون میں جو 1996ء میں چھپا تھا۔ اس نے ان لوگوں کے لئے (HSP) کا نام استعمال کیا

درد کو دور کرنے کے سلسلہ میں بعض اوقات ایک صحیح ہومیوپیٹک دوایی خدا کے فضل سے جادوی طرح کام کرتی ہے۔ وہ نہ صرف درکو ظاہری طور پر ختم کرتی ہے بلکہ اس کی وجہ یعنی پیاری کو بھی ختم کرتی ہے۔ میرے تجربے میں یہ بات آئی ہے کہ زودھس لوگوں کو ہومیوپیٹک میں آرینک، پہپر سلف، کیمو میلا، پلسیلیا، میگ فاس، بیلا ڈاؤنا، تھوجا، کارسی نوسن یا بعض اور دوائیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد فائدہ دیتی ہیں۔ مگر کوئی بھی دوایاں میں خود نہیں لینی چاہئے۔ میرا مطلب یہیں کہ یہ سب دوائیاں ایک ساتھ عمل کرتی ہیں۔ بلکہ مختلف لوگوں میں فائدہ مند ہیں۔ خوف کے لئے ایک ناٹ 200 اور اپیم 200، سترامونیم 200 طاقت میں اچھی دوایاں ہیں۔

(Peace Conference 2015MTA alislam.org) یہاں کے صبر کا اور محنت کا میٹھا پھل ہے۔ انہوں نے اپنی غربی اپنے اکیلے پن کو جوان کی کمزوری تھی اپنی طاقت بنا لیا۔ اپنے ساتھ بہت سے بچے اکھٹے کر لئے۔ انہوں نے اپنے پترس نہیں کھایا۔ غم میں اپنے آپ کو مضبوط کیا۔ (بقباء الشاء اللہ آمنہ شمارہ میں)

چودہ سو سے زائد بچے ان کے پیغم خانے میں ہیں۔ کئی بچے جن کو انہوں نے پلا وہ ڈاکٹر اور انجینئر بنے۔ ایک لڑکا ان کی زندگی پر ایقظ دی کر رہا ہے۔ اب خدا نے ان کو اتنا نوازا کہ ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امن کا ایوارڈ دیا ہے۔ ماشاء اللہ۔“

رہی تھیں لیکن روٹی ساتھ لے کے جا رہی تھیں کہ ”مرنانہ ہوا تو بھوک تو لگے گی۔ پھر کیا کروں گی؟“، انہوں نے اپنی روٹی اس فقیر کو کھلادی۔ وہ ٹھیک ہو گیا۔ انہوں نے سوچا یہ روٹی کھا کر نج گیا ہے تو میں کیوں مرنے جا رہی ہوں۔ مرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر انہوں نے پیغم بچے گود لینے شروع کر دیئے۔ ان کو پالنے لگیں۔ آج

بھی تھی۔ وہ شمشان گھٹ (وہ جگہ جہاں ہندووائے مردوں کو جلاتے ہیں) میں رہا کرتی تھیں۔ جیک مانگ کراپنا پیٹ پاٹی تھیں۔ ایک دن خود کشی کرنے لگیں۔ جب مرنے کے لئے رات کے دو بجے جا رہی تھیں، تو کسی فقیر کی آواز اُن کی کانوں میں آتی کہ ”میں بھوک سے مر رہا ہوں کوئی مجھے روٹی دے دے“، وہ مرنے جا

ہوتیں تو عیسایوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناجتن جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔“

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خداوند جلد 9 صفحہ 408 ایڈیشن 2009ء مطبوعہ اسلام ائمۂ شیعیش پبلیکیشنز انڈن)

اپریل فول کی گندی رسم سے اجتناب پھر اس کے بعد اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو متوجہ ہوئے، مہدی معبود، امام اور حکم و عدل بنا کر بھیجا آپ نے بھی بعض مفترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اپنے انتہائی مجبوری اور معدوری کی حالت کے متعلق بھی فرمادیا کہ ”کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ ان فُلْتَ وَ أُخْرِ قَتْ یعنی سچ کو مت چھوڑا گرچہ تو قتل کیا جائے اور جلا یا جائے۔ پھر جس حالت میں قرآن کہتا ہے کہ تم انصاف اور سچ ملت چھوڑواگرچہ تمہاری جان میں بھی اس سے ضائع ہوں اور حدیث کہتی ہے کہ اگر چشم جلاۓ جاؤ اور قتل کئے جاؤ مگر سچ ہی بولو۔ تو پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث، قرآن اور احادیث صحیح کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں ہوگی۔“

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خداوند جلد 9 صفحہ 404 ایڈیشن 2009ء مطبوعہ اسلام ائمۂ شیعیش پبلیکیشنز انڈن)

اب تو یہ اپنے انتہائی مجبوری و معدوری کے وقت کذب کے بارہ میں ارشاد ہے تو ”اپریل فول“، جو اخاطر اری صورت تو کا صرف تفریح طبع کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے مطابق کذب وغیرہ سے کام لے تو وہ اپنی نافرمانی کا خود ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ ”اپریل فول“ کی نسبت بھی اس زمانہ کے حکم و عدل کے ذریعہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اپریل فول کی رسم جسے عام حالات میں خود عیسائی بھی ناجائز اور غیر موزوں جانتے ہیں یہ ایک گندی رسم ہے جسے عیسایوں کو ترک کر دینا چاہئے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس بُری عادت سے کلیناً احتراز کریں ایسی رسمات کو ترک کرنے کا، جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ (اس مضمون کی تیاری میں امتحنیت سے اور کتاب ”کچھ کلیاں کچھ پھول“ کے مضمون ”اپریل فول“ کی گندی رسم سے اجتناب“ سے مددی گئی۔)

اپریل فول

سیدہ منورہ سلطانہ Neu-Isenburg

جنیلوں نے مسلمانوں کو الوداع کہا اور جہاز وہاں سے چل پڑے۔ ان جہازوں میں بوڑھے، جوان، خواتین، بچے اور کئی ایک مریض بھی تھے۔ جب جہاز سمندر کے عین وسط میں پہنچ تو منصوبہ بندی کے تحت انہیں گھرے پانی میں ڈبو دیا گیا۔ اور اس طرح تمام مسلمان سمندر میں ابدی نیند سو گئے۔ اس کے بعد سین میں خوب جشن منایا گیا کہ ہم نے کس طرح اپنے دشمنوں کو یہ تو قوف بنا لیا۔ پھر یہ دن سین کی سرحدوں سے نکل کر پورے پورے میں فتح کا عظیم دن بن گیا اور اسے انگریزی میں First April Fool کا نام دے دیا گیا۔ یعنی کیم اپریل کے یوقوف۔ آج بھی عیسائی اس دن کی یاد بڑے اہتمام ساتھ و اپس مراکش چلا جائے جہاں سے اس کے آباء و اجداد آئے تھے۔ تا بغض فوج غزناط سے کوئی بیس کلومیٹر بہت سے علاقوں میں جا بے اور وہاں جا کر اپنے گلوں میں صلیب ڈال لیں اور عیسائی نام رکھ لئے۔ اس طرح بظاہر سین میں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن عیسایوں کو یقین تھا کہ اب بھی کافی تعداد میں مسلمان چھپ کر یا اپنی شاخات چھپا کر زندہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو باہر نکلنے کا منصوبہ بنایا اور پورے ملک میں اعلان کیا کہ تمام مسلمان غزناط میں اکٹھے ہو جائیں تا کہ ان کو ان ممالک میں جہاں وہ جانا چاہیں بھیج دیا جائے۔ اور ان کو ہر طرح سے یقین دلایا گیا کہ ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جب مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اب ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہو گا تو وہ سب غزناط میں اکٹھے ہو نا شروع ہو گئے۔ اس طرح حکومت نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا اور ان کی بڑی خاطر مدارت کی۔ یہ کوئی پانچ سو برس پہلے کیم اپریل کا دن تھا جب تمام مسلمانوں کو بھری جہاز میں بٹھایا گیا۔ مگر اطمینان تھا کہ چلو جان تو نج کجے جائے گی۔ دوسرا فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کام کرے تو تیری کام حاضر ہو۔ اور ایک جگہ

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ”قرآن نے جھوٹوں پر عنت کی ہے۔ اور نیز فرمایا کہ جھوٹ شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ ملت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی جھوٹ دوا اور ان کو پانیار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈروا اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کام کرے تو تیری کام حاضر ہو۔ اور کتاب ”کچھ کلیاں کچھ پھول“ کے مضمون ”اپریل فول“ کی تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایک تعلیمیں

اپریل Aprire سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے پھولوں کا کھلانا۔ کوئی پھوٹنا۔ قدیم روی قوم موسم بہار کی آمد پر شراب کے دیوتا کی پرستش کرتی اور اسے خوش کرنے کے لئے اوٹ پنگ حرکتی کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے۔ یہ جھوٹ رفتہ رفتہ اپریل فول کا ایک اہم بلکہ غالب حصہ بن گیا۔

اس رسم کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب عیسائی افواج نے اپسین کو فتح کر لیا، تو انہوں نے ڈھونڈنے کے مذاق کے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا، اور جب انہیں ڈھونڈنے کے مسلمان زندہ نہیں بچا تو انہوں نے گرفتار مارے۔ روا کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ واپس مراکش چلا جائے جہاں سے اس کے آباء و اجداد آئے تھے۔ تا بغض فوج غزناط سے کوئی بیس کلومیٹر شہید کر دیا جائے۔ چنانچہ جو مسلمان نج گئے تھے وہ دوسرے علاقوں میں جا بے اور وہاں جا کر اپنے گلوں میں صلیب ڈال لیں اور عیسائی نام رکھ لئے۔ اس طرح بظاہر سین میں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن عیسایوں کو یقین تھا کہ کافی تعداد میں مسلمان چھپ کر یا اپنی شاخات چھپا کر زندہ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو باہر نکلنے کا منصوبہ بنایا اور پورے ملک میں اعلان کیا کہ تمام مسلمان غزناط میں اکٹھے ہو جائیں تا کہ ان کو ان ممالک میں جہاں وہ جانا چاہیں بھیج دیا جائے۔ اور ان کو ہر طرح سے یقین دلایا گیا کہ ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جب مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اب ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہو گا تو وہ سب غزناط میں اکٹھے ہو نا شروع ہو گئے۔ اس طرح حکومت نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا اور ان کی بڑی خاطر مدارت کی۔ یہ کوئی پانچ سو برس پہلے کیم اپریل کا دن تھا جب تمام مسلمانوں کو بھری جہاز میں بٹھایا گیا۔

ہمارے معاشرے میں بہت سی باتیں اور سیمین بغیر سوچے سمجھے رواج پا جاتی ہیں جن میں سے زیادہ تر لغویات کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان میں سے ایک اپریل فول بھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ مونوں کے لئے فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغُو مُعْرَضُونَ یعنی ”اور وہ جو لوگ سے اعراض کرنے والے ہیں۔“ (المؤمنون 4)

انسیکلوبیڈیا انٹرنیٹ کے مطابق مغربی ممالک میں کیم اپریل کو عملی مذاق کا دن قرار دیا جاتا ہے۔ اس دن ہر طرح کی نازیبا حرکات کی جھوٹ ہوتی ہے، یہ ایسی رسم ہے جس کی ابتداء لغو ہے اور جھوٹ پرمی ہے۔ اس دن بہت سے غیر سنجیدہ لوگ جھوٹی خبریں پھیلا کر اس کو مذاق کا رنگ دیتے ہیں۔ انسان کو اور اس سے ملاحتہ لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ جس سے مذاق کیا جاتا ہے بعض دفعہ اس کا وقت اور پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ اس میں ہمیشہ منفی باتی ہی ہوتی ہے جس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خوشی ملتی ہے۔ اور کوئی بھی باشور انسان عام حالات میں اپنے خاندان، رشتہ داروں یا دوستوں کے لئے ایسا مذاق پسند نہیں کرتا۔

اپریل فول مذائق کی مختلف وجوہات یہ بُری رسم عیسایوں میں کیونکر پیدا ہوئی مورخین کا اس بارہ میں اختلاف ہے۔ مثلاً بعض کے نزدیک یہ رسم سولہویں صدی عیسوی میں راجح ہوئی اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس زمانہ میں سال کا پہلا مہینہ اپریل ہوا کرتا تھا اور بلاشبہ یہ امر تاریخی طور پر بھی ثابت ہے کہ سترہویں صدی عیسوی سے پیشتر فرانس میں مشی سال ماہ اپریل ہی سے شروع ہوا کرتا تھا لیکن 1654ء میں شاہ فرانس چارلس نہم نے اپریل کی بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا، تو چونکہ ایک زمانہ میں ماہ اپریل سال کا پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اس لئے عیسایی لوگ نئے سال کی پہلی تاریخ یعنی کیم اپریل کو ایک قسم کی عید مناتے جس میں ایک دوسرے کو تھنے تھناف بھیجتے اور تفریح طبع کے طور پر مختلف قسم کے ذرائع عمل میں لاتے اور اس نئی مذاق اور تفریح طبع کے طور پر جو لغویات نے رفتہ رفتہ یہ صورت اختیار کر لی جانے والی حرکات نے اس طبق کے طور پر بجالائے اب ہر سال ماہ اپریل کی یکم تاریخ کو ”اپریل فول“ کے طور پر ہمارے دیکھنے میں آتی ہے۔ (....) اپریل لاٹینی زبان کے لفظ اپریل April ایسا